THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, October 6, 2025
(354th Session)
Volume X, No. 03
(Nos.01-05)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume X	SP. X(03)/2025
No. 03	04

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Points raised by Senator Sherry Rehman regarding: (i) The delay in disbursement of flood aid package and (ii) Expressing concerns over the ongoing war of words between Punjab and Sindh 2
    - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice) 5
    - Senator Syed Ali Zafar 8
3. Leave of Absence 16
    - Senator Azam Nazeer Tarar 23
4. Point of Public Importance raised by Senator Umar Farooq regarding the remarks of the State Minister against Senator Aimal Wali Khan and withdrawal of security from the member 27
    - Senator Azam Nazeer Tarar 29
    - Senator Kamran Murtaza 30

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, October 6, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty three minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ
الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ در گزر ہی کرتا ہے۔ اور تمہاری مجال نہیں ہے کہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کر سکو، اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے، نہ مددگار۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز! اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے، جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر ہو، شکر کا بھی۔

سورۃ الشوریٰ، آیات (۳۰ تا ۳۲)

FATEHA

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ اجلاس کی کارروائی کے آغاز سے قبل، گزشتہ دنوں ملک کے مختلف حصوں میں جو دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں، سیکورٹی فورسز کے لوگ ہیں بالخصوص کوئٹہ میں، اور ملک کے دیگر حصوں میں جو شہادتیں ہوئی ہیں یا سیلاب کی وجہ سے جو لوگ شہید ہوئے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کراتے ہیں۔ جی شہادت اعوان صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں دعائے مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پلیز۔

Points raised by Senator Sherry Rehman regarding: (i) The delay in disbursement of flood aid package and (ii) Expressing concerns over the ongoing war of words between Punjab and Sindh

سینیٹر شیری رحمان: میں مختصر بات کروں گی لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے، ہمیں کافی تحفظات ہو چکے ہیں، آپ روز میڈیا میں سن رہے ہیں۔ اس وقت وفاق کو استحکام کی شدید ضرورت ہے وہ اس لیے کہ نہ صرف آپ کے borders پر پھر کوئی تضاد یا میلی آنکھ کی بات ہو رہی ہے، اس پر ہم سب متفق اور ایک ساتھ ہو کر کھڑے ہوتے ہیں لیکن ملک میں ایک ایسا سیلاب آیا ہے، ایک ایسی آفت آئی ہوئی ہے کہ 6.5 million افراد، زیادہ تر پنجاب صوبے سے ہیں، خیبر پختونخوا اور کچھ سندھ سے بھی لوگ متاثر ہوئے ہیں اور شدید متاثر ہوئے ہیں۔ ایک تہائی پاکستان ایک دوسرے طریقے سے اس مرتبہ 2022 کی طرح پانی کی سطح کے نیچے ہیں۔ میں لمبی بات نہیں کروں گی، میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور سب کے توسط سے، میں ایک ادنیٰ کارکن ہوں، ہمیں بہت برا لگ رہا ہے کہ ایسے وقت میں جب ملک میں ایک آفت آئی ہوئی ہے خیبر پختونخوا سے سندھ تک، بلوچستان میں دوسری آفت آئی ہوئی ہے۔ ہم آفات کے ہوتے ہوئے لوگوں کو تقویت دینے کے بجائے، مل بیٹھ کر متحد ہونے کے بجائے، یہاں پر پیپلز پارٹی وفاق کی علامت ہے اور یہ ایوان بھی وفاق کی ایک علامت ہے اور سب کے حقوق کا ضامن ہے تو اس ایوان کے سامنے میں صرف یہ دو باتیں رکھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب یا سندھ میں اس وقت جو الفاظ کی جنگ چھڑی ہوئی ہے وہ ظاہر ہے کہ coalition اور اتحاد کو متاثر کر رہی ہے، وہ اس لیے کہ

پاکستان پیپلز پارٹی نے ہر وہ کوشش کی ہے کہ مشکل حالات میں ہم متحد رہیں لیکن جب ایک سرخ لکیر cross ہوتی ہے، جب کوئی پنجاب card play کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین، نوجوان وزیر خارجہ، سابق وزیر خارجہ نے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر ملک کا سر بھی بلند نہیں کیا یا تحفظ نہیں کیا اور ان کی چھوٹی بہن محترمہ آصفہ بھٹو زرداری نے بھی ملک کے لیے کوئی کام نہیں کیا، تو یہ باتیں تنقید کے دائرے سے بہت آگے چلی جاتی ہیں اور تمیز کے دائرے کو بھی breach کر جاتی ہیں۔ جس ملک میں بات کی گئی، جب سیلاب آیا تو آپ نے دیکھا کہ چیئرمین بلاول تو فوری طور پر پنجاب پہنچے تھے۔ دیکھیں سب پاکستانی ہیں اور معاف کیجیے گا ہماری وہاں نمائندگی ہے، اسمبلیوں میں نمائندگی ہے۔

آج پنجاب گورنمنٹ سے ہمارے پارلیمانی لیڈر کی security واپس لے لی گئی ہے اور ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ کچھ نہیں کہا تھا پیپلز پارٹی کے چیئرمین نے کہا تھا کہ آپ BISP کو استعمال کر لیں، دنیا کا سب سے موثر طریقہ سمجھا جاتا ہے for the transferring Social Security World Bank کہہ چکا ہے۔ 2022 کا ہمارا تجربہ ہے، ہم چاہتے ہیں وہ تجربہ جلدی repeat ہو جائے تاکہ لوگ جو بے یار و مددگار ہیں وہ مزید تکلیف کا سامنا نہ کریں۔ اگر آپ کو بات بری لگی ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ جی ہم آگے جا کے کر لیں گے، لیکن ہر چیز کو interference سمجھنا، ہر چیز میں آلودگی لانا مطلب اب تو لوگ کہنے لگے ہیں اور میں تلخ بات نہیں کرنا چاہتی اور میرا role بنتا نہیں ہے۔ لیکن بات سادہ سی ہے ہم ہمیشہ، مشکل حالات ہوں یا ہماری حکومت ہو کبھی ہم نے لوگوں کی تذلیل کر کے اتحاد اس طرح نہیں چلایا، ہم سب انسان ہیں کبھی کسی کے منہ سے کچھ نکلا ہے تو ہم نے وہیں معافی مانگی ہے اور میں اس میں شامل ہوں۔ چیئرمین صاحب! معافی مانگنے سے کسی کی عزت میں، عزت نفس میں کمی نہیں آتی ہے بلکہ معافی مانگ کر اضافہ ہی ہوتا ہے۔

تو میں آپ سے گزارش کروں گی کہ یہ ضرور یاد رہے کہ پاکستان اس وقت بھی IMF کے ساتھ بات چیت میں ہے۔ اس وقت 80 trillion rupees پاکستان کا قرضہ ہے جو پاکستان نے کبھی اتنا public debt نہیں دیکھا، پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کی امداد کی

ضرورت نہیں ہے۔ میں پھر وہ تضحیک آمیز باتیں نہیں کروں گی جو کی گئی ہیں کہ مانگنا بند کر دیں، کم از کم جب ہم گورنمنٹ میں ساتھ تھے تو climate justice کے حوالے سے جتنے بھی سیلاب کے متاثرین تھے چاہے آپ کو منتقل ہوئی نہ ہوں لیکن یہ ہمارا، یہ ہمارے ملک کا، ہمارے ملک کے باشندوں کا اور جتنے بھی لوگ سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں، جو بے یارو مددگار ہیں اس میں بچے، بوڑھے، عورتیں ابھی بھی متاثر ہیں، South Punjab کا حال دیکھ لیں ابھی تک calamity hit نہیں کہا گیا، آپ دیکھیں زراعت کو کتنا نقصان ہوا ہے، خریف فصل کے لیے ٹیکس نہیں ہے۔

میں نے جو بھی کہا ہے اس میں میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتی، جب آپ کی red line cross ہو جاتی ہے اور چیئرمین صاحب! ہماری Federal Leadership پر ایسی انگلی اٹھتی ہے کہ مجھے repeat کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ we don't believe, ہم تقسیم اور نفرت کی سیاست میں یقین نہیں رکھتے تو ہم سے تقسیم اور نفرت مزید نہ کروائیں اور جو گولہ باری چل رہی ہے ہم سے کسی نے پوچھا کہ کیوں سندھ والے باتیں کریں، سندھ والے جواب نہیں دیں گے۔ انہوں نے اپنا Haari card شروع کر دیا ہے، انہوں نے Resilience Housing شروع کر دی ہے، تو سندھ والے جواب نہیں دیں گے۔ اگر آپ وہاں امداد دینا چاہتے ہیں ہماری فلاح میں تو most welcome لیکن معاف کیجئے گا کوئی صوبہ کسی کی جاگیر نہیں ہے، ہم سب پاکستانی ہیں، اس وقت یہ صوبائی کارڈ نہ کھیلیں، اس وقت ملک پر بہت شدید مشکل آئی پڑی ہے اور ہر فرد instant relief کا مستحق ہے۔

تو میں یہ کہوں گی کہ یہ سب باتیں ہو گئیں ہیں، اگر ہماری Leadership سے معافی نہیں مانگی جاتی ہے تو پیپلز پارٹی کم از کم سینیٹ میں سب سے بڑی جماعت ہے آپ نمبر گن لیجیے۔ We are by far the biggest party in this House and don't take our support for granted on the coalition benches, ہم کچھ توڑنا نہیں چاہتے but do not take our support for granted that is very clear, thank you very much.

(اس موقع پر پیپلز پارٹی کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ وزیر صاحب کا جواب تو سن لیں، اخلاقاً جواب تو سن لیں، جواب سن کر جائیں، جی وزیر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف) : جناب چیئرمین ! اپوزیشن کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کو زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ ہم لوگ۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کو جواب کا موقع ملے گا، جی اعظم صاحب۔ علی ظفر صاحب کو ان کے بعد موقع ملے گا، آپ بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جمہوریت میں احتجاج ہر کسی کا حق ہے اور جمہوری نظام میں کچھ اونچ نیچ، کچھ تلخ و شیریں، کچھ سردی گرمی ہوتی ہے اور یہ سیاست کا اسلوب ہے، اس پر نیشنل اسمبلی میں بھی میں نے floor of the House پر اپنے تئیں پوری کوشش کی کہ ہم جو دو صوبوں کے حکومتی عہدے داروں کے بیانات ہیں اس کے حوالے سے یہاں کی جو functioning ہے اور یہ چیزیں ان پر اثر انداز نہ ہونے دیں اور میں نے تو اس حد تک کہا تھا کہ اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس کے بجائے بطور ایک سیاسی کارکن کے مجھے تکلیف ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی غلط فہمیاں تھیں تو رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی floor پر بڑی وضاحت سے اس کے حوالے سے بات کی اور انہوں نے بتایا کہ پانی کے بارے میں اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو پانی کا جو معاہدہ ہے ہمارے Indus River کی تقسیم کا IRSA کا اس کے تحت ہی ہوگا، اس سے ہٹ کر نہیں ہوگا۔

بہت شکریہ، ابھی محترمہ شیری رحمان صاحبہ نے بڑے ہی سلجھے ہوئے لہجے میں گفتگو کی اور انہوں نے اپنی جو grievance ہے اس کا اظہار کیا ہے، آج صدر مملکت نے بھی اپنا ایک آئینی کردار سمجھتے ہوئے اس مسئلہ پر انہوں نے خود cognizance لی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بزرگ سیاست دان ہیں، وزیراعظم پاکستان بھی اسی طبیعت کے ہیں، میرے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب خود بہت صلح جوئی کے قائل ہیں، تو ان شاء اللہ العزیز میں اپوزیشن کے دوستوں سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معمولی temperature کی کمی بیشی ہے جو کہ ویسے بھی آج کل ہو رہا ہے، اکتوبر کا مہینہ ہے آپ نے دیکھا کہ اسلام آباد میں تو سردی آ گئی ہے، یہاں بھی سردی آنے والی ہے تو اس پر خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اپنے دوستوں کو منا کر لائیں، میں گزارش کروں گا محترمہ انوشہ رحمان صاحبہ سے۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انوشہ رحمان صاحبہ جائیں، عامر چشتی صاحب جائیں اور خلیل طاہر سندھو آپ بھی جائیں اور منا کر لائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: دوست جائیں گے تو وہ آ جائیں گے۔ جناب! ساری بات کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ساری بات کریں گے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری صرف یہ استدعا تھی کہ آج private member day ہے، اب private member day پر سرکار کی legislation نہیں ہے میں بلکہ پیپلز پارٹی کے دوستوں سے بھی یہ عرض کروں گا کہ private member day working week میں ایک ہوتا ہے۔ ہم لوگ موجود ہیں House proceed کریں، بہت تھوڑا سا business ہے اور یہ private members کا business ہے، یہ business کرنے کے بعد ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کو بات پورا کر لینے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔ اس کے بعد سینیٹر علی ظفر صاحب بات کریں گے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں مبارک باد پیش کرتا ہوں سینیٹر دوست محمد صاحب کو Leader of Opposition منتخب ہونے پر۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ضرور بات کریں گئے، صرف دو منٹ، ابڑو صاحب وقت ضرور دیں گے، جی علی ظفر صاحب اس کے بعد بات کریں گئے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ساری آسانیاں ہیں، پنجاب بھی اپنے flood affectees کے لیے محترمہ ہوتی تو میں ان کی موجودگی میں یہ بات کرتا۔ پنجاب نے ایک مفصل سروے کیا ہے اور ایک مناسب رقم جو محدود وسائل کے ہوتے ہوئے دی جا سکتی ہے، وہ compensation کی مد میں جو زرعی نقصانات ہیں اس کی مد میں بھی انہوں نے مختص کی ہے اور ایک joint survey کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ جو flood relief operations تھے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ جو minimum جانی نقصان ہوئے ہیں۔ اب دیکھیں جو قدرتی آفات ہیں ان کے سامنے انسانی بند نہیں باندھے جاتے، کوشش کی جاتی ہے۔ NDMA نے بھی اپنا role play کیا، صوبائی حکومت نے بڑی محنت کے ساتھ deal کیا۔

تین دریاؤں میں ایک وقت پر سیلاب آیا اور وہ دریا جن میں پانی عرصہ دراز سے نہیں آیا تھا لوگوں نے آبادکاریاں کرلیں، لوگوں نے وہاں پر اپنی فصلیں بیجیں، لوگوں نے گھر بنالیے، اس کے باوجود جو انسانی کوشش ہوسکتی تھی وہ پنجاب کی حکومت نے وزیراعلیٰ محترمہ مریم نواز صاحبہ کی قیادت میں وہ سارا کام کیا ہے۔ ہم روز television پر بھی دیکھتے ہیں، میں خود متاثرین میں سے ہوں، جہاں میرے دیہات ہیں وہاں سے گیارہ لاکھ کیوسک پانی کا ریلا گزرا ہے۔

جہاں پر ہیں اور جہاں سے میرا تعلق ہے، وینکی تارڑ سے، قادرآباد بیراج سے downstream ہوں، وہاں سے گیارہ لاکھ کیوسک پانی کا ریلا گزرا ہے۔ میں خود affect ہوا ہوں۔ ہماری ساری فصلیں اور لوگوں کے مکانات گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ climate change ایک بہت بڑا challenge ہے۔ اس پر ہم سب کو بات کرنی چاہیے اور ریاست پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر اپنا یہ مقدمہ لڑنا چاہیے کہ ہم contribute کرنے والوں میں سے نہیں ہیں بلکہ ہم receiving end پر ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سیکریٹری صاحب! اس حوالے سے آج کوئی Bill بھی ہے۔ شاید جمعرات یا جمعہ کو وہ آجائے گا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی، آج ہے بھی۔ میں نے اپنے دوستوں سے یہ خود بھی گزارش کی ہے اور floor of the House سے بھی کہہ رہا ہوں کہ یہ مسئلے افہام و تفہیم سے حل ہوتے ہیں اور جناب! ان شاء اللہ یہ ہو بھی جائیں گے۔ جیسے شہر کا موسم بدلا ہے ویسے ہی سیاسی موسم میں بھی تھوڑا تغیر تھا۔ تو جناب! اس پر خوش ہونے کی بات نہیں ہے۔ اس پر بھی اچھی خبر آئے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں علی ظفر صاحب کو موقع دینے سے پہلے ایوان میں مہمانوں کی gallery میں موجود ہمارے سابق رکن اسمبلی اور پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی کے نصراللہ خان زہری صاحب اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے طلبا اور اساتذہ کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئر مین: جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب!

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ جو عمرے کی سعادت حاصل کرکے آئے ہیں، تو اُس کے لیے ہم آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ آپ نے ہم سب کو دعاؤں میں یاد رکھا، اس کے لیے بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین: خیر مبارک جی، بہت شکریہ۔ جی علی صاحب! بات کریں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ کے پارلیمانی لیڈر بات کر رہے ہیں۔ ابڑو صاحب! آپ کو ضرور موقع ملے گا۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: ہماری طرف سے بھی آپ کو بہت مبارک ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! آج کل ہمیں بہت تاریخی مقابلہ دیکھنے میں آ رہا ہے اور یہ کوئی عام کرکٹ میچ نہیں ہے یا ہاکی کا final نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کی دو اتحادی جماعتیں، پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے درمیان مقابلہ ہے۔ یہ مقابلہ بہت interesting ہے۔ مقابلہ یہ ہے کہ سیلاب میں کس نے زیادہ خدمت کی۔ پیپلز پارٹی والے نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم نے ساری تیاریاں کیں، ہم بالکل تیار تھے اور ہم نے سندھ کو ڈوبنے سے بچایا۔ جی ہاں، وہ ابھی بیٹھے ہوئے نہیں ہیں، چلے گئے ہیں لیکن سب سُن رہے ہوں گے کہ for the record بالکل تیاریاں کیں اور شاید ڈوبنے سے روکا لیکن صرف کتابوں میں اور حقیقت میں نہیں۔ PML(N) بڑے جوش و خروش سے کہتی ہے کہ ہم بھی تیار تھے۔ ہم نے سڑکیں بنائیں، ہم نے ٹرکوں اور کشتیوں کے ذریعے امداد دی۔ بالکل دی ہو گی لیکن یہ عجیب و غریب امداد ہے۔ یہ عجیب و غریب امداد اس لیے ہے کہ وہ سیلاب زدگان تک تو پہنچی نہیں بلکہ شاید اِن کی اپنی جیبوں تک ضرور پہنچ گئی۔

جناب! یہ کوئی عام مقابلہ نہیں ہے جو میں پچھلے دنوں سے سن رہا ہوں اور میں نے آج بھی دیکھا۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ اس میں scoring کیا ہو رہی ہے؟ Scoring یہ نہیں ہو رہی کہ کتنے گھر بنائے گئے بلکہ scoring یہ ہو رہی ہے کہ کس نے زیادہ press conferences کیں۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈسک بجائے گئے)

سینیٹر سید علی ظفر: یہ عجیب و غریب مقابلہ ہے۔ اس میں آپ کو numbers اس بنیاد پر نہیں ملتے کہ آپ نے کتنی امداد پہنچائی بلکہ آپ کو numbers اس لیے ملتے ہیں کہ ٹرک کے ساتھ کھڑے ہو کر یا کشتی میں بیٹھ کر کس نے کتنی تصاویر کھنچوائیں۔ یہ ہے مقابلہ اور اس مقابلے میں دونوں پارٹیاں جھگڑ رہی ہیں کہ سیلاب زدگان کے ساتھ کس کو زیادہ محبت ہے لیکن اصل میں اگر وہ protocol چھوڑیں اور حقیقت دیکھیں تو سیلاب زدہ لوگ کئی دنوں تک اپنی چھتوں پر خالی ہاتھ ہلاتے رہے اور منتظر تھے کہ ہمیں کوئی امداد ملے۔ جناب چیئرمین! وہ منتظر تھے کہ ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی کرے۔ وہ منتظر تھے انصاف کے۔

پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن)، یہ دو ایسی جماعتیں ہیں جنہوں نے پاکستان میں سب سے زیادہ حکومت کی ہے اور اُس کے باوجود پاکستان کو سیلاب کی تباہی سے بچانے میں ناکام رہے۔ قوم تو یہ سوچ رہی تھی کہ شاید یہ اپنی ناکامی پر شرمندہ ہوں گے لیکن یہ تو بالکل اس طرح ہے جیسے ڈھٹائی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہوں کہ قوم کو کس نے کم دھوکا دیا۔ چیئرمین صاحب! یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جس طرح دو لوگ آگ لگا رہے ہوں اور ایک دوسرے سے جھگڑا کر رہے ہوں کہ اُس آگ پر کس نے کم تیل چھڑکا ہے۔

ان کو میں بتانا چاہتا ہوں اور یہ سن بھی رہے ہوں گے کہ جناب، قوم تڑپ رہی ہے۔ قوم تکلیف میں تڑپ رہی ہے۔ بچے آج بھی کھلے آسمان کے نیچے بھوکے سو رہے ہیں لیکن دونوں پارٹیاں کہتی ہیں کہ ہمیں trophy دو۔ تو چلیں آپ کو مبارک ہو۔ میں آپ کو PTI کی طرف سے ایک نہیں بلکہ چار trophies دیتا ہوں۔ جو پہلی trophy میں آپ کو دیتا ہوں وہ ہے بے حسی کی۔

مبارک ہو۔ جو دوسری trophy میں ان کو دیتا ہوں وہ ہے جھوٹ کی۔ مبارک ہو۔ جو تیسری trophy میں آپ کو دیتا ہوں وہ ہے نااہلی کی۔ وہ بھی ان کو مبارک ہو اور جو چوتھی trophy میں ان کو دیتا ہوں وہ ہے لالچ کی۔ یہ چار PTI trophies کی طرف سے ہماری دو بڑی اتحادی جماعتوں کو مبارک ہو۔

جناب! اب میں آپ کو اصل حالات بتاتا ہوں کہ اصل حالات کیا ہیں اور حقیقت کیا ہے۔ اگر آپ protocol کے بغیر جائیں گے تو شاید آپ کو یہ حقیقت اور حالات نظر آ جائیں۔ آج حقیقت یہ ہے کہ سیلاب میں ہزاروں بستیاں اُجڑ گئی ہیں۔ لاکھوں ایکڑوں پر محیط کھیت تباہ ہو چکے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں زیر آب ہیں۔ صرف پنجاب میں 4700 گاؤں ابھی بھی زیر آب ہیں۔ کسان نے جو گندم بچائی تھی وہ بہہ گئی، انہوں نے اپنے جو بیج بچا کر رکھے تھے وہ ضائع ہو گئے، اُنہوں نے جو جانور اور مویشی رکھے تھے، وہ ہزاروں کی تعداد میں مر گئے اور اُن کے لیے اب fodder بھی موجود نہیں ہے۔ ہر کسان اس وقت قرض تلے اور مقروض ہے۔ خاندان کے خاندان بھوکے ہیں۔ اُن کو مستقبل کا پتا نہیں۔ انہیں کوئی علم نہیں کہ اُن کے ساتھ کیا ہونا ہے۔

حکومت کیا کر رہی ہے، اپنی ہی parties کے ساتھ لڑائی اور جھگڑا۔ لوگ بے یقینی کا شکار ہیں اور World Bank کی report جو میں نے پرسوں ہی پڑھی ہے، اُس میں لکھا ہے کہ Pakistan is facing food scarcity اور جو ہماری عورتیں ہیں، they are going to bear the brunt of that food insecurity. میں ان کو کچھ تھوڑے سے figures دیتا ہوں۔ ایک کروڑ اسی لاکھ لوگ بُری طرح متاثر ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ اس پر تھوڑا سا غور کریں کہ ایک کروڑ اسی لاکھ لوگ بُری طرح متاثر ہیں۔ 22000 square kilometers کی زرعی زمین زیر آب آ گئی ہے۔ اس 22000 کا مطلب ہے کہ جتنا خیبر پختونخوا کا پورا صوبہ ہے۔ اس سے صرف آپ کو اندازہ ہو گا کہ کیا تباہی پھر رہی ہے اور یہ کھیل کھیل رہے ہیں۔ جناب! ساٹھ فیصد چاول کی فصل، پینتیس فیصد کپاس کی فصل اور تیس فیصد گنے کی فصل تباہ ہو چکی ہے۔ گندم کی کمی بڑھ کر پچاس سے ساٹھ ملین ٹن ہو چکی ہے۔ اس کی وجہ سے آپ کو تین بلین ڈالرز کی درآمدات کرنی پڑیں گی۔

Food Inflation جس کو خوراک کی مہنگائی کہتے ہیں چالیس سے ستر فیصد بڑھ گئی ہے۔ آٹے کی قیمت تین گنا ہو چکی ہے۔ ہمارا زرعی شعبہ ہے، ہم سب کو پتا ہے، وہ کل ملکی معیشت کا 34% ہے اور چالیس فیصد افرادی قوت زراعت کے شعبے سے وابستہ ہے۔ آپ سیلاب کا magnitude اور impact دیکھیں کتنا بڑھا ہوا ہے۔ یہاں کیا ہے؟ Walkout کر رہے ہیں، ایک دوسرے سے ناراض ہو گئے ہیں۔

جناب والا! قوم کی فکر ہے ان کو، قوم کا درد ہے ان کو، افسوس، افسوس۔ کم پیداوار کا مطلب کیا ہے؟ جب کم پیداوار ہوتی ہے تو اس کا ایک direct impact آپ کی درآمدات پر پڑتی ہیں۔ پہلے سے ہی ہمارا balance of trade، ہمارا زرِ مبادلہ کمزور ہے اس کے بعد اگر آپ کو تین بلین ڈالرز لانے پڑے تو وہ deplete ہو جائے گا۔ کپاس کی کمی کا اثر textile industry پر بھی ہو گا اور جتنی allied industries ہیں مثلاً, fertilizer, tractor ہو گیا اس پر بھی اثر انداز ہو گا۔

جناب چیئرمین! آپ کو ایک مختصر سی تصویر سمجھ میں آتی ہے کہ پاکستان اس وقت کتنی تباہی کا شکار ہے۔ لیکن حکومت کا ردِ عمل کیا ہے؟ اور ان کی اتحادی جماعت، پاکستان پیپلز پارٹی کا ردِ عمل کیا ہے؟ صرف دکھاوے۔ متاثرین کو نہ تو relief مل رہا ہے، نہ ہی ان تک امداد پہنچ رہی ہے۔ جتنی امداد ہے بد قسمتی سے corruption کی نذر ہو رہی ہے۔ میرے پاس statistics موجود ہیں، یہ اتنی موٹی فائل ہے جس میں نظر آ رہا ہے کہ امداد میں کیا کیا کرپشن ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ کشتی چلانے والے بھی دو دو لاکھ روپے مانگ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے وہاں پہنچایا جائے۔ حکومت کی اتحادی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) ابھی تک آپس میں کھیل کھیل رہے ہیں۔

جناب ولا! کہا جاتا ہے کہ سیلاب قدرتی ہے، بالکل درست ہے۔ جواب یہ آتا ہے کہ ہمارا تو قصور نہیں، سیلاب آ گیا۔ ہم کیا کریں؟ درست ہے، سیلاب قدرتی ہے لیکن تباہی اور جس طرح کی تباہی ہوئی، اس کی ذمہ دار یہ حکومت ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ اِن کی اتحادی جماعت۔ جناب! میرے سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا کیا ہے ہم نے جو ایسی تباہی پھیل گئی۔ ہماری کیا غلطی ہے؟ میں آپ

کو چار مثالیں دیتا ہوں کہ کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔ بہت ساری ہیں، لیکن آپ کو چار مثالیں دیتا ہوں۔ PASSCO کو ختم کر دیا گیا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، علی ظفر صاحب آج private member's day بھی ہے۔آپ اپوزیشن کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! آج نہیں، تین دن کا انتظار کریں۔ ذرا ان کو سننے دیں، اُن کو حقیقت دیکھنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے بعد ارباب صاحب، کامران صاحب ہیں وہ بات کریں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: جی، بعد میں ہوں گے، بالکل ابھی آپ بیٹھے رہیں۔آج بولنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: افنان اللہ صاحب اور منسٹر صاحب ہیں سارے بولنا چاہیں گے۔ آپ ذرا مہربانی فرمائیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: PASSCO کو ختم کر دیا گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب اپنی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں وہ بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس کی وجہ سے کیا ہوا؟ اس کی وجہ سے، سیلابی موسم شروع ہونے سے پہلے ہی آپ کے گندم کے ذخیرے صفر ہو گئے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر:Utility stores بند کر دیے گئے۔ تین کروڑ عوام جو کہ subsidized food products لیتی تھی وہ اس سے محروم ہو گئی۔ PDMA کو funds نہیں دیے گئے۔ اس دن میں سوالات اور ان کے جوابات میں پوچھے گئے figures میرے سامنے آ گئے کہ PDMA کو funds نہیں ملے اس کی وجہ سے مشقیں نہیں ہوئیںstockpiles نہ تھے اور نہ ہی بروقت رد عمل ہوئے۔ آپ نے سنا ہوگا Sendai Framework, Sendai Framework ہے۔اس کے چار اہم ترین نکات تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین:آپ نے جلدی ختم کرنا ہے تاکہ business کے حوالے سے اور بھیissues ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: مجھے امید ہے کہ آپ کو بُرا نہیں لگ رہا ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں، مجھے بالکل نہیں لگ رہا،آپ پارلیمانی لیڈر ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر:فلڈ ایسی چیز ہے۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے کہا کہ اور لوگوں کو وقت مل جائے گا۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب والا! بالکل ملے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مختصر کروگے تو وقت ملے گا ناں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب والا! جہاں میں irrelevant ہو جاؤں،آپ بالکل مجھے روک دیجئے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب کے غصے کا تو آپ سب کو پتا ہے ناں۔

سینیٹر سید علی ظفر: فکر نہ کریں، میں بھی بولتا رہوں گا۔ پاکستان کی چاروں جو ترجیحات تھیں۔ Sendai کی کیا ترجیحات تھیں؟ نمبر ایک Governance نمبر دو خطرے کی نشاندہی نمبر تین Resilience Investment اور نمبر چار تیاری۔ ان چاروں conditions پر

حکومت ناکام رہی۔ اب آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ اگر PTI ہوتی تو کیا کرتی؟ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ہم ہوتے تو ہم تین different stages پر مختلف کام کرتے۔ سب سے پہلے فوری اقدامات ہم کیا کرتے۔ ہم suggestions دیتے ہیں۔آپ نااہل ہیں۔ آپ کو trophies چار دے دی ہیں۔آپ کے پاس جھوٹ کی trophy بھی آ گئی ہے۔آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ PTI کیا کرتی۔ PTI فوری اقدامات کرتی۔آٹھ فوری اقدامات ہم کرتے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سید علی ظفر صاحب ایک منٹ۔جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! ہم چپ کرکے سنتے ہیں۔ ہم بھی سنتے ہیں،، آج سنیں۔ تنقید ہو رہی ہے ناں آج۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! اس وقت discussion سیلاب پر ہو رہی ہے۔ میری speech آج سب کو چبھ رہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ظفر صاحب، ایک منٹ۔ سیلاب کے حوالے سے ہمارے پاس جو آرڈر نمبر۔39 ہے اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔ کیا اقدامات ہونے چاہیں؟ ہماری demands کیا ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، بتائیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: ہماری آٹھ immediate demands ہیں یعنی فوری اقدامات کریں۔ نمبر ون پہلی ڈیمانڈ اناج کے دفاتر اور ذخائر جو ہیں وہ فوراً دوبارہ قائم کیے جائیں۔ دوسری ڈیمانڈ فور آبیج اور کھاد میں سبسڈی دی جائے۔ تیسری ڈیمانڈ آبیانہ اور زرعی ٹیکس کو فی

الحال معطل کر دیا جائے۔ نمبر چار BISP کی رقوم میں توسیع کی جائے۔ نمبر پانچ، بندوں کی فوراً مرمت کی جائے۔ نمبر چھ، صاف پانی کے بند کی مرمت کی جائے اور صاف پانی لوگوں تک پہنچایا جائے کیونکہ diseases پھیل رہی ہیں، diarrhea پھیل رہا ہے، malaria پھیل رہا ہے، dengue ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شکریہ۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! جی ابھی شکریہ نہیں۔ ابھی میں تجویز دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بس ہو گیا ناں۔

سینیٹر سید علی ظفر: ابھی نہیں، یہ short term ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے پاس ابھی صرف چوبیس سیکنڈ ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! پانچ منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، بات کر لیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: Mobile Clinics کا بندوبست کریں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سب کو بولنے کا موقع ملنا چاہیے اور آپ ہی کی طرف سے آرڈر نمبر 39 آیا تھا، پھر اُس پر آپ نے جمعہ جمعرات کو بات نہیں کرنی۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! میری درمیانی مدت کی پانچ suggestions ہیں نمبر۔ا، ایک National Grain Reserve قائم کیا جائے۔ یہ suggestions آپ سن لیں اس پر غور کریں۔ میں یہ ہوائی بات نہیں کر رہا ہوں۔ نمبر دو، زرعی قرضوں کی فراہمی میں تیزی

لائی جائے۔ نمبر تین نہری نظام کو جدید بنایا جائے۔ نمبر چار Cold Chains اور Storage کے منصوبوں کو فروغ دیا جائے۔ نمبر پانچ R&D funding بڑھائی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! ابھی ہم چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ابھی میں چھٹی کی درخواستیں لیتا ہوں۔ علی ظفر صاحب شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ نے Order No.39 پر بات نہیں کرنی ہے؟ علی ظفر صاحب، شکریہ، آپ کی بڑی مہربانی۔ یہ بعد میں کر لینا۔ آپ ان کو اپنی بات پوری تو کرنے دیں۔ آپ بیٹھیں۔ ہمارے لیے پارلیمانی لیڈرز اور تمام اراکین میں نہ کوئی choice ہے اور نہ کوئی ہمارے لیے عام و خاص ہے۔ پارلیمانی لیڈر کے لیے 15 منٹ کا وقت تھا جو ہو چکا ہے، باقی اراکین بھی بات کریں گے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : چھٹی کی درخواستیں لے لیں۔ علی ظفر صاحب لے لیں؟ میں چھٹی کی درخواستیں لیتا ہوں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین : سینیٹر جان محمد صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 353 ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۸ اور ۱۹ اگست اور حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ ۳۰ ستمبر سے ۱۳ اکتوبر تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین : سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے بیرون ملک سرکاری مصروفیات کی بنا پر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ ۳۰ ستمبر سے ۱۶ اکتوبر تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر عبدالشکور خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۳۰ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۳۰ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دوست علی جیسر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۳ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے دوران ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر روبینہ قائم خانی صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 353ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵ اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: پورے پندرہ منٹ آپ کے پارلیمانی لیڈر صاحب کو دیئے ہیں، آپ check کر لیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میری صرف یہ استدعا تھی کہ آپ نے agenda جاری کیا، agenda میں یہ subject ہے، 16 منٹ بول لیا ہے، اس کے بعد جب agenda آئے گا، یہ private members day ہے، آج آپ ساروں کے Bills ہیں۔ نہیں جناب، blackmailing سے نہیں ہو گا۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Floor of the House پر کھڑے ہو کر آپ غلط figures دیں، غلط باتیں کریں، اپنے دامن میں جھانکنے کی بجائے، نہیں جناب ایسے نہیں، ایسے تو نہیں چلے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Order No.39 ہے اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ چیزیں اس طرح سے نہیں چلیں گی۔ 16 منٹ انہوں نے بول لیا ہے۔ جناب آپ business لیں۔ جناب جو refer ہونے والی چیزیں ہیں وہ دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب انہوں نے 16 منٹ بات کی ہے، ریکارڈ پر ہے اور وہ وہ باتیں کی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، سینیٹر سید علی ظفر صاحب میرے بھائی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں گے تو ایوان کی کارروائی آگے چلے گی ناں جی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔ علی ظفر صاحب آپ کی تقریر کو پورا کرواؤں گا، آپ please بیٹھیں۔ آپ اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔ Chair کو آپ dictation نہ دیں۔ میں dictation نہیں لوں گا، آپ اپنی کرسی پر بیٹھو گے تو میں سید علی ظفر صاحب کو

وقت دوں گا۔ سینیٹر سیف اللہ سرور خان نیازی صاحب، آپ ان لوگوں کو بٹھائیں، میں time دوں گا۔ کوئی issue نہیں ہے، آپ لوگ اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نشستوں پر بیٹھو گے تو ایوان کی کارروائی ہو گی اور اس قانون سازی میں آپ کے لوگ ہیں، آپ کے لوگوں نے بات کرنی ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اعظم صاحب، دیکھیں میں mic دوں گا لیکن آپ لوگ اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔ میں ضرور موقع دوں گا، میں نے آپ سے کہا ہے کہ دوں گا، آپ اپنی نشستوں پر بیٹھیں۔ بالکل وقت دوں گا۔ جی علی ظفر آپ نے کہا کہ میں اپنی بات دو منٹ میں پوری کروں گا، آپ دو منٹ میں اپنی بات پوری کریں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب، اگر آپ مجھے نہ روکتے تو یہ سارا مسئلہ نہ ہوتا۔ میں اپنی تقریر ختم کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، یہ item already Order No.39 پر موجود ہے جو سیلاب کے حوالے سے ہے۔

سینیٹر سید علی ظفر: آپ کو تو پتا ہے کہ میں نپی تلی بات کرتا ہوں، میں تیاری کرکے آتا ہوں، میں کوئی ادہر 'ادہر کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں۔ انہیں غصہ چڑھ رہا ہے کیونکہ میں صرف حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ جناب میں نے آپ کو درمیانی مدت کی suggestions دینی تھیں۔ میری پانچ suggestions ہیں، PTI کے پانچ مطالبات ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب، ابھی آپ آگے چلیں ناں۔ سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب، آپ اپنی نشست پر جائیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: National Grain Reserves قائم کیا جائے۔ نمبر ۲ زرعی قرضوں۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم مانڈوی والا صاحب، آپ اپنی نشست پر بیٹھیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب جب لوگوں کی فلاح و بہبود کی بات کریں تو یہ سننا نہیں چاہتے۔ آپ کو PTI suggestions دے رہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم صاحب، براہ مہربانی دو منٹ کے لیے اپنی نشست پر بیٹھیں۔ علی ظفر صاحب، آپ نے دو منٹ کے لیے کہا تھا کہ میں دو منٹ میں اپنی بات پوری کر لوں گا۔

سینیٹر سید علی ظفر: میری long term suggestions بھی سن لیں۔ ہماری جو long term suggestions ہیں وہ یہ ہیں کہ NDMA and PDMA کو depoliticise کیا جائے، ان پر کوئی سیاسی اثر و رسوخ نہیں ہونا چاہیے، یہ ایک long term suggestion ہے۔ نمبر ۲۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب، آپ کی تقریر کے دوران ہمارے Chief Whip جن کا پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق ہے، انہوں نے یہاں پر quorum point out کیا ہے۔ جی سلیم مانڈوی والا صاحب آپ بات کر لیں۔ سلیم صاحب میں نے نہیں سنا ہے، آپ بات کر لیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم صاحب میں نے نہیں سنا ہے، میں دوبارہ سلیم صاحب کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔ سلیم صاحب آپ بات کر لیں۔ جی علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: یہ جو سیلابی علاقے ہیں، سیلابی علاقوں میں جو قوانین ہیں ان کو بھرپور طریقے سے اور سختی سے نافذ کیا جائے، میرے پاس ایک اور فائل آئی ہے، جس کے اندر لاہور کے راوی پر ایک capital بنایا گیا۔ اس پر پوری کی پوری سٹی بنا دی گئی ہے۔ جس سے اتنی زیادہ تباہی ہوئی اور باقاعدہ اس کی permission جو ہے وہ پنجاب گورنمنٹ نے دی تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: آپ ہمیں تو suggest کر رہے ہیں کہ آپ جو zoning قوانین ہیں ان پر سختی سے عمل درآمد کریں۔ اس کے

علاوہ بھی علاقے ہیں اس وقت اور جتنی بھی ہماری conditions ہیں اور جو ہماری بین الاقوامی commitments ہیں International laws کے مطابق floods کے بارے میں ان کو ہم پوری طرح کریں۔ آخر میں مجھے افسوس یہ ہو رہا ہے کہ جس طرح میں کہہ رہا تھا سننے کی ان کے پاس طاقت نہیں تھی کہ ہماری معیشت جو ہے وہ ventilator پر ہے اور بدقسمتی سے حکمران جو ہمارے ہیں وہ تصویریں بنانے میں مصروف ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو کیا کریں اس کے لیے آپ کا کیا خیال ہے شوکت ترین صاحب کو دوبارہ لایا جائے، آپ بتا دیں۔ آپ کی طرف سے کوئی suggestion ہو، آپ نے سیلاب پر بات کرنی تھی اور ابھی آپ معیشت کی طرف چلے گئے۔ علی ظفر صاحب جیسے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا آپ بھی اپنا وعدہ پورا کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: تین منٹ رہ گئے تھے اور اب میرے دو منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے ویسے یاد آیا اور میرے ذہن میں یہ نام آیا۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب قائم مقام چیئرمین! میں ایک بات کر لوں، صرف ایک بات۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی آپ بات کر لیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس سے پہلے چونکہ آپ نے comment کیا۔ آپ جس جگہ پر بیٹھے ہیں ماشاءاللہ یہ جگہ اتنی اہم جگہ ہے یہاں آپ نے بالکل neutral ہونا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔ آپ مجھے جانتے بھی ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں جانتا ہوں لیکن آپ کی طرف سے جو comment آیا نہ۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ یقین کریں یہ میں نے مذاق۔۔۔

سینیٹر سید علی ظفر: وہ لگتا اس طرح ہے۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: آپ حکومتی جماعت کی طرف سے بول رہے ہیں تو اس لیے میں نے کہا کہ اس comment کو ہٹا ہی دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب agenda پر آ جائیں؟ Agenda پر آ جائیں؟

سینیٹر سید علی ظفر: جناب قائم مقام چیئرمین! اس وقت پوزیشن کیا ہے، پوزیشن یہ ہے کہ مہنگائی، لوگ غربت میں پریشان ہیں۔ بحران ہے گندم کا، بحران ہے، چینی کا، بری حالت ہوئی ہے، پوری قوم کی بہت بری حالت ہوئی ہے۔ اب اس situation میں حکومت جو ہے وہ دورے کر رہی ہے ان کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کون سے معاہدے کرنے ہیں شاید ہوائی جہاز میں جاتے جاتے کہہ دیتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے، بالکل ٹھیک ہے اور پھر بعد میں ان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ میں کیا کہہ گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس پر ان شاء اللہ بات کریں گے۔ اگر زندگی رہی تو اس پر بھی ان شاء اللہ بات کریں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب قائم مقام چیئرمین! یہ تو حال ہے نا اہلی کا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حکومت کی طرف سے اتنے مضبوط ماشاء اللہ senior parliamentarians ہیں۔ آپ دونوں ہو بھی ایک شہر کے۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں آخر میں یہ کہوں گا کہ افسوس صد افسوس یہ جو۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس سے ہمیں سیلاب کی تباہی سے نجات نہیں ملے گی۔ میں نے جو آپ کو suggestions دی ہیں۔ خدا کے واسطے ان پہ عمل درآمد کریں قوم کی خدمت کریں، بجائے یہ کہ آپ تصویریں کھنچوائیں اور تصویریں کھنچوا کے ہر بل بورڈ پر ڈالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ میں اس سے پہلے کہ آپ اجلاس کو agenda کی طرف لے جائیں۔ اس دن ہمارے بڑے معزز اور بڑی پارٹی اور بڑی struggle والی جماعت اور ان کی جمہوریت کے لیے آئین کی بالادستی کے لیے اور ایک تاریخی ان کی جدوجہد ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی پارلیمانی لیڈر سینیٹر ایمل ولی صاحب کے حوالے سے کوئی ناخوش گوار واقعہ ہوا تو اس حوالے سے بھی اعظم صاحب آپ بات کریں۔ میں دوں گا۔ آپ علی ظفر صاحب کا جواب تو لے لیں۔ جی اعظم صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے خیال میں زیادہ مناسب ہو اگر ان کی موجودگی میں بات ہو ہمارے لیے وہ بڑے۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے خیال میں وہ آجائیں تو ان کی موجودگی میں بات کرتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کریں گے وہ ہمارے بھائی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب کے حوالے سے آپ بات کر لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ایمل ولی صاحب اس دن وزیر اعظم پاکستان سے ملے تھے میں بھی اس ملاقات میں موجود تھا۔ کچھ باتیں جو انہوں نے کہیں، وزیر اعظم نے سارا احوال بیان کیا کہ انہوں نے کس طرح سے حجاز مقدس کا سفر کیا اور جو وہاں پہ ساری developments ہوئیں۔ United Nations General Assembly میں کیا ہوا اور جو واشنگٹن کی meetings تھی امریکی صدر کے ساتھ اس کے بارے میں اور بڑی وضاحت کے ساتھ انہوں نے

چیزیں جب بیان کیں تو انہوں نے میری موجودگی میں ایمل ولی صاحب نے کہا کہ جی مجھے حقائق کے بارے معلوم نہیں تھا۔ اگر یہ بات اس طرح سے ہوتی تو بالکل اس طرح کی بات میں نہ کرتا میرے خیال میں ان کی موجودگی میں بات ہو تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ ان سے متعلقہ ہے۔ آپ کا کام نہیں بنے گا ڈاکٹر صاحب آپ کی یہ خواہش یہاں پر ہی دم توڑے گی۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Dr. Humayun no cross talk please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہ پیپلز پارٹی والی خواہش آپ کی پوری ہونی ہے اور نہ ہی ANP والی ہونی ہے نہ کوئی اور خواہش پوری ہونی ہے آپ کے نصیب میں یہ ہی چلتا رہے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے اپنے پارلیمانی لیڈر نے بات کی ہے اور اب آپ ان کو جواب دینے نہیں دے رہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ کو بیس منٹ مائیک ملا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب قائم مقام چیئرمین! میں بڑے ادب سے بڑی عزت ہے میرے دل میں علی ظفر صاحب کے لیے لیکن انہوں نے جو آج باتیں کی ہیں کاش کہ record کے مطابق وہ درست ہوتیں۔ اربوں روپے سے جو Rescue Operations ہوئے ہیں اس میں انسانی effort بھی بہت زیادہ ہے۔ میں آپ سب لوگ TV پر دیکھتے رہے ہیں، وہ باتیں کہہ دی گئی ہیں جن کا سرے سے وجود نہیں ہے۔ اتنے بڑے سیلاب میں آپ number one پر death toll دیکھ لیں۔ اتنے بڑے سیلاب میں آپ جو حکومتی efforts ہیں rescue کے حوالے سے، اس میں صرف پہلے افواج پاکستان اس Operation میں حصہ لیتی تھی اس دفعہ Rescue 1122 کا یہ میرے ساتھی بیٹھے ہیں جو ہمارے اپنے ضلعوں میں یہ سارا کچھ ہوا ہے۔ جو ان کا role رہا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ جس طرح سے پنجاب حکومت کے وزرا نے راتیں گزاری

ہیں۔ South of Punjab میں جب پانی کے معاملات زیادہ سنگین ہوئے ہیں اور جس طرح سے، سن لیں آپ نے کہا کہ Clinics on Wheels. ہم نے بڑے تحمل سے سنا ہے Clinic on Wheels.

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: 16 minutes سنا ہے آخری چار منٹ آپ نے خود، 16 منٹ سنا ہے۔ Clinic on Wheels کا مشورہ دیا گیا۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House. سب کو وقت ملے گا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Clinic on Wheels کا مشورہ دیا گیا میں خود اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ Clinic on Wheels بھی آئے Doctors بھی پہنچے، Veterinary Doctors بھی پہنچے۔ مویشیوں کے حوالے سے vaccines اور اس دفعہ جو ایک اور اچھا کام تھا پنجاب میں monsoon season میں massive vaccination جو تھی مویشیوں کی وہ ہوئی ہے۔ یہ record کے اوپر ہے آپ جا کے دیکھیے گا۔ ابھی بھی جو surveys ہیں میرے خیال میں جتنے transparent طریقے سے کروائے جا رہے ہیں اور تمام کا تمام جو معاملہ ہے وہ سارا آپ کو daily basis پر جو Provincial Disaster Management Authority ہے وہ سارے Figures upload کرتی ہے۔ اور ہم سب کے سامنے ہیں جو اموات ہوئی ہیں اگر flood کا magnitude دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے وہ کم ترین نقصان ہوا ہے۔ آپ ہمیں مشورے دے رہے تھے ایک لمحے کے لیے اپنے دامن میں تو جھانکتے اور بتاتے کہ دو ماہ پہلے ہمارے دل جلتے ہیں، ہماری آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں۔ میں یہ بات خوشی سے نہیں کر رہا جو خیبر پختونخوا میں ہوا ہے دو ماہ پہلے بارشوں میں اور سیلابوں میں اور جو انسانی جانوں کے زیاں ہوئے ہیں۔ میں صرف آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ہنسنے کی بجائے یہ باتیں ہم مل بیٹھ کے کیا کریں۔ Natural Disasters کے آگے میری یا آپ کی حکمت عملی نہیں ٹھہرتی۔

آپ نے کبھی America کو ڈوبتے نہیں دیکھا، کبھی China کو ڈوبتے ہوئے نہیں دیکھا کیوں ہم اس طرح کی سیاست کرتے ہیں اور کیوں ہم یہ باتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے انسانوں نے پچھلے سوا سو سال میں اس environment کے ساتھ اس سارے نظام کے ساتھ جو کیا ہے اس کی price دے رہے ہیں۔ ساری دنیا کہہ رہی ہے صرف ہم نہیں مان رہے کیونکہ ہم سیاست کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اگر یہاں سے راستہ نہیں ملتا ہم وہاں سے راستہ نکال کے جائیں گے آپ نے کہا economy ventilator پر ہے۔ ساری دنیا کہہ رہی ہے کہ اللہ کا کرم ہو رہا ہے بہتر ہو رہا ہے۔ آپ کا خیال تھا ہم default کریں گے اللہ نے ہمیں default سے بچایا۔ آپ کا خیال تھا پاکستان سفارتی تنہائی کا شکار ہوگا ساری دنیا پاکستان کی طرف دیکھ رہی ہے۔ Prime Minister کو جو UN General Assembly میں reception ملا ہے، جو Saudi Arabia میں ملا ہے، جو Washington میں ملا ہے۔ آپ کے خیال میں ہم گھر بیٹھ گئے آپ تو سفارتی تنہائی میں پاکستان کو چھوڑ کر گئے۔ آج الحمدللہ ہمارا All Weather friend China بھی ہمارے ساتھ کھڑا ہے اور آج ہم سے America بھی table پر بیٹھا کر آمنے سامنے عزت سے بات کرتا ہے۔ آپ کا تو کوئی فون بھی سنتا نہیں تھا۔ آج آپ ہمیں یہ سبق دیں گے۔ خدا کے لیے سیاست ضرور کریں، سیاست ضرور کریں لیکن جو آپ پر ریاست کی ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین! ہم جب آپ کے سامنے حلف اٹھاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ۔

میں پاکستان سے loyal رہوں گا۔ میں پاکستان کا وفادار ہوں۔ سب سے پہلے پاکستان ہے آپ لوگوں کی سیاستیں اس کے بعد آتی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جناب! آپ شروع کریں۔ ہاؤس چل رہا ہے۔ ایجنڈا لے کر چلیں جس کے لیے سارے ہم آتے ہیں۔ یہ Private Members Day ہے۔ میرا یا حکومت کا آج ایجنڈا نہیں ہے۔ Private Members Day ہے کچھ کام کرکے جائیں۔ عمر فاروق میرا بھائی ہے۔ میں نے explain کیا۔ میرا خیال ہے کہ ایمل بھائی آتے ہیں تو پھر بات اس کے مطابق کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، ارباب عمر فاروق کاسی صاحب۔ بات کریں۔

Point of Public Importance raised by Senator Umar Farooq regarding the remarks of the State Minister against Senator Aimal Wali Khan and withdrawal of security from the member

سینیٹر عمر فاروق: شکریہ۔ منسٹر صاحب نے بات کی۔ ایمل صاحب آئیں گے اور اپنا موقف دیں گے۔ جو بھی بات ہوئی اور جس طرح ہوئی ہے۔ میں صرف چار چیزوں پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس طریقے سے اسٹیٹ منسٹر صاحب نے بات کی۔ جس لہجے میں بات کی، جس طرح کی پریس کانفرنس کی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ ایک سیاسی کارکن کا طریقہ کار ایسا نہیں ہوتا۔ اگر ایک سیاسی کارکن ہوتا ہے اور اسٹیٹ منسٹر ہوتا ہے تو وہ ایک حکومتی نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کو ایک بڑے اچھے طریقے سے، آپ کا point of view الگ ہوگا اور ہمارا شاید point of view الگ ہوگا۔ آپ اس کے خلاف بات کر سکتے ہیں۔ ہم اس سے نہیں روکتے لیکن اس لہجے میں بات کرنا سیاسی طریقہ کار نہیں ہے۔ میری ANP میں تیسری نسل ہے۔ ہم ہر ڈھول پہ ناچنے والے لوگ نہیں کہ کبھی کسی پارٹی میں گھومیں اور کبھی کہاں گھومیں۔ ایک ہی جگہ پر رہے ہیں اور ہماری تربیت سیاسی طور پر ہوئی ہے۔ ہم سیاسی جواب دیں گے۔ انہوں نے چار چیزوں کی بات کی۔ انہوں نے عوامی نیشنل پارٹی کی کرپشن پر بات کی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایمل ولی صاحب اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر عمر فاروق: مجھے تو سنیں۔ میں بھی اس پارٹی کا ممبر ہوں۔ میں بھی بات کروں گا۔ وہ ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں اور مرکزی صدر ہیں۔ وہ اپنا موقف پیش کریں گے۔ کرپشن پر بات کی ہے۔ 80 سال میں ہمارا صرف پانچ سال کا tenure آیا تھا۔

دوسرا point انہوں نے کہا کہ ان کا کوئی کونسلر نہیں ہے۔ اس وقت تین سینیٹر ایوان بالا میں موجود ہیں اور یہ کہتا ہے کہ یہ کونسلر تک نہیں جیت سکتے۔

تیسری بات انہوں نے residence کی کی ہے کہ وہ کس حیثیت سے وہاں رہتے ہیں؟

چوتھی بات کی کہ سینیٹ کا ممبر کیسے بنا؟ یہاں یہاں سے کر کے وہ سینیٹر بنا ہے اور ایک threat والے لہجے میں بات کی کہ آئندہ ایسے نہ کریں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو ایک چیز کے بارے میں بتاتا ہوں اور میں اس floor پر challenge کرتا ہوں کہ ہم نے تو صرف پانچ سال حکومت کی ہے۔ میں حکومت کو challenge کرتا ہوں کہ وہ آئے اور باچا خان سے لے کر ایمل ولی خان تک کمیٹی بنائیں۔ ہم ثابت کریں گے کہ ملک کی خدمت اور جمہوریت کے لیے قربانی، جمہوریت کے لیے نقصان ہم نے اٹھایا ہے یا انہوں نے اٹھایا ہے۔ یہ بھی اپنے Leadership کا، نواز شریف سے لے کر شہباز شریف تک ان کا سب ریکارڈ نکال کر آئیں بیٹھ کر بات کریں۔

دوسری بات انہوں نے کی کہ سینیٹ ممبر کیسے بنے ہیں۔ اب دس مرتبہ یہ بات ہوئی ہے کہ سینیٹ ممبر، آپ تو ایسے بول رہے تھے جیسے آپ نے بنایا ہو۔ جناب چیئرمین! بلوچستان اسمبلی میں ہمارے تین ممبرز ہیں۔ ہمارا پیپلز پارٹی کے ساتھ alliance ہے۔ تین ووٹ ان کو ہم نے الگ categories میں دینے تھے اور انہوں نے ہمیں ایک جنرل سیٹ دی۔ عوامی نیشنل پارٹی نے بلوچستان میں بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے اور ایمل ولی خان کو nominate کیا کہ بلوچستان سے ہم ان کو سینیٹر لائیں گے۔ سارا کام ہم نے کیا اور لوگ پریس کانفرنسوں میں ایسے بتاتے ہیں۔ ایسے تلخ لہجے میں بتاتے ہیں۔ ایسے باتیں نہیں ہوتی ہیں۔

Residence کی بات ہوئی۔ پرویز رشید صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ایمل ولی خان کو جو lodge allot ہوا تھا آپ کو بھی معلوم ہے۔ جب پرویز رشید صاحب کی بات آئی تو ہم نے کہا نہیں ہمارے بڑے ہیں۔ ہم نے وہ lodge چھوڑ دیا جو دوسرا lodge ان کو allot ہوا اس میں رہنے کی حالت نہیں تھی۔ تو انہوں نے وزیر اعظم صاحب کو request کی تو انہوں نے باقاعدہ allotment کروا کر ان کو وہ جگہ دی۔ تو کم از کم ہم سے سوال نہ پوچھے کہ آپ وہاں پر کس حیثیت سے رہتے ہیں۔ آپ شہباز شریف صاحب سے پوچھیں کہ کس حیثیت سے انہوں نے اس کو وہ residence دی ہے۔

سر یہاں پر ہم سارے ممبرز ہیں۔ سارے ممبرز اپنی اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن کسی کے لیڈر پر بات کرنا پھر اپنے لیڈر پر بات سننی ہوگی۔ ہم آج پھر اس طریقے پر نہیں جانا چاہتے۔ ہم تمام ممبرز کو کہہ رہے ہیں کہ اپنے طریقے سے، بڑے cold mind سے اپنا موقف دیں۔ اختلاف رکھے ہر بات سے لیکن ایک دوسرے کے بڑوں پر اگر ہم یہاں پر بات کریں گے یہ لوگ جب TV پر سن رہے ہوں گے ان کا پارلیمان پر ویسے بھی اب کوئی اعتبار نہیں رہا پھر تو بالکل نہیں رہے گا کہ ایک دوسرے کو خود ہم کھینچ رہے ہیں۔ کوئی جائز بات ہوگی کسی کی۔ کسی طریقے سے ہوتی ہے۔ دوسرے کا موقف سنیں۔ایک دوسرے کو اگر ہم برداشت باتوں سے نہیں کرتے تو پھر یہاں پر بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر باہر جائیں۔ میدان تو باہر ہے پھر وہاں پہ لڑیں جس نے جو کرنا ہے اور جس میں جتنی طاقت ہے۔ لوگوں کی security close کرنا یہ بہت چھوٹے کام ہوتے ہیں بڑے لوگوں کے ساتھ یہ اچھا نہیں لگتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، اعظم صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: وزیراعظم صاحب سے جب بات ہوئی۔ ایمل صاحب اگر آج ہوتے تو وہ خود بات کرکے بتاتے کہ جو انہوں نے کچھ باتیں کی تھیں وہ factually درست نہیں تھیں ان کی وہ غلط فہمی کی وجہ سے ہوا۔ باقی سیاست میں یہ تھوڑا اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ ہم لوگ ان شاءاللہ العزیز اکٹھے ہیں، اکٹھے رہیں گے اور یہی سیاست کا اسلوب ہے۔ یہ آپ نے جو باتیں کی ہیں سر آنکھوں پر ہیں۔ چوہدری صاحب بھی بیٹھے ہیں میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان شاءاللہ العزیز یہ معاملہ یہیں پر ختم ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا۔ تھوڑا سا business ہے۔ Private Members Day ہے۔ میں اسی لیے بار بار عرض کر رہا ہوں کہ سرکار کا کوئی بل نہیں ہے۔ ممبرز اسی لیے بیٹھے ہوئے۔ جناب چیئرمین! وہ لے لیں۔ باقی باتیں اس کے بعد بھی کر لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، Pakistan Blind Sports Federation Team کو ہم مہمانوں کی گیلری میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب نے ابھی بات کر لی ہے۔ جی، کامران صاحب! آپ بات کریں۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ایسا ہے کہ دو صوبوں کے علاوہ اس ملک میں دو اور صوبے بھی ہیں گو کہ وہ بڑے بدقسمت صوبے ہیں۔ میرا مطلب صوبہ بلوچستان اور صوبہ خیبر پختونخوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی میرا تعلق بھی وہاں سے ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! اگر سیلاب کی بات ہو تو سندھ کی اور پنجاب کی بات تو ہوتی ہے مگر صوبہ خیبر پختونخوا کی بات نہیں ہوتی۔ امن وامان کی بات ہو تو کہیں اور کی بات ہوتی ہے مگر صوبہ بلوچستان کی بات نہیں ہوتی۔ ایک واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جو آج کا واقعہ ہے۔ جس کو آپ 3rd pillar کہتے ہیں۔ عدالتوں کے بارے میں تو خود آپ کہتے ہیں کہ یہ ریاست کا تیسرا ستون ہے۔ پتا نہیں تیسرا ہے، دوسرا ہے یا پہلا ہے۔ بہر حال ایک ستون تو ہے۔ خاران بلوچستان کا ایک ضلع ہے۔ اس میں ہمارے ہاں ایک قاضی کورٹ کا concept ہے۔ عدالتوں کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس قاضی کورٹ کو آ کر آگ لگائی گئی ہے۔ پریذائیڈنگ آفیسر محمد جان بلوچ صاحب تھے ان کو اٹھایا گیا ہے اور ان کی گاڑی کو بھی لے جایا گیا ہے۔ تو یہ تیسرا pillar آج اس طرح بری طرح سے ہلایا گیا ہے۔ کم از کم اتنی طاقت کے زلزلے سے ہلا ہے جتنا کل کوئٹہ میں زلزلہ آیا تھا اور اس طرح سے جو حالات ہیں صوبے کے اس کے باوجود بانسری اسی طرح سے بج رہی ہے۔ باقی سارے معاملات اسی طرح سے چل رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، شکریہ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ایک بات اور ہے کہ یہ جو پالیسی آج وہاں پر چل رہی ہے ممکن ہے یہ پالیسی ٹھیک ہو مگر جس طرح ہم کہتے ہیں کہ وہ غلط ہے اور کل ناکام ہو گئے تو اس کا جو انجام ہو گا کیا اس کے لیے یہ ملک تیار ہے کیا وہ اتنا بڑا زلزلے کا جھٹکا برداشت کر پائے گا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دنیش کمار صاحب اور ابڑو صاحب ایک منٹ۔ ہمارے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ہم بلوچستان کے حوالے سے بھی ان شاء اللہ جمعرات اور جمعہ کو بات کریں گے۔ میرا تعلق بھی وہاں سے ہے۔ تمام اہم issues پر اس پر بات بھی کریں گے اور سیلاب کے حوالے سے بڑے اہم نکات ہمارے علی ظفر صاحب نے اٹھائے ہیں اس حوالے سے بھی ہم جمعرات اور جمعہ کے دن اگر کوئی order یا motion ہے تو اس حوالے سے بھی بات ہو گی۔ بلوچستان کے حوالے سے منظور صاحب جمعرات اور جمعہ کے دن بات کریں گے۔ تھوڑا سا پانچ دس منٹ کا business ہے۔ وہ سارے غیر حاضر لوگ ہیں۔ میری آپ سے request ہے۔ Order No. 2. Senator Sherry Rehman Sahiba, پیش کریں۔ موجود نہیں ہیں۔ Order No. 3, Senator Sherry Rehman Sahiba, پیش کریں۔ موجود نہیں ہیں۔ Order No. 4, Senator Anusha Rahman Ahmad Khan Sahiba, پیش کریں۔

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: Thank you honourable Chair. I, Senator Anusha Rahman Ahmad Khan wish to move for leave to introduce a Bill further to amend the Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997 [The Securities and Exchange Commission of Pakistan (Amendment) Bill, 2025].

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: چیئرمین صاحب! میں نے کورم point out کیا ہے۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: گنتی کرلیں۔ ابڑو صاحب! آپ سیٹ پر بیٹھیں، count ہوگا۔ آپ سیٹ پر تشریف رکھیں۔ آپ سیٹ پر بیٹھیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیوں آپ صبح سے ایوان کو disturb کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میرے پارلیمانی لیڈر کو time دے دیں، میں نے بیس منٹ دیے۔ .Sit down, keep quiet بیٹھ جاؤ۔ یہ طریقہ ہے آپ کا؟ آپ ایوان کو ہر وقت آکر disturb کرتے ہیں۔ یہ روایت ٹھیک نہیں ہے۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاؤس کورم میں نہیں ہے، اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں واپس آ گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: پلیز دوبارہ counting کریں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاؤس کورم میں ہے، پلیز اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایک مرتبہ پھر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دوبارہ گنتی کرلیں۔ حکومت کی طرف سے دو بندے، خلیل طاہر صاحب اور بشریٰ انجم بٹ صاحبہ! آپ ان کو منا کر لائیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایمل ولی صاحب! آپ مہربانی کرکے بیٹھ جائیں۔ ہماری بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ ایوان کو بڑے احترام اور عزت کے ساتھ چلائیں۔ خود بھی عزت لیں، دوسروں کو بھی عزت دیں۔ اگر کوئی بدزبانی کرے گا یا غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرے گا تو عزت اور وقار سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر دوبارہ counting کریں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: چونکہ ہاؤس کورم میں نہیں ہے، اس لیے ایوان کی کارروائی بروز جمعرات، 9 اکتوبر، شام پانچ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 9th October, 2025 at 5:00 pm]